مولانا فضل محمد یوسفزئی
مدرس علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

علم وعمل کا بادشاہ

جمعہ ۱۶محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بمطابق ۳۰ اکتوبر۲۰۱۵ء بروز جمعہ پاکستان کے چوٹی کے علماء کے سرخیل جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمہ اللہ علیہ اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ فرماگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

آپ ساتھیوں سے جدائی کے وقت اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے میں بھی انکی جدائی پر وہی شعر پڑھتا ہوں۔

وجلا الوداع من الحبیب محاسنا
حسن العزاء وقد جلین قبیح

یعنی جدائی نے دوست کی بہت سی ایسی خوبیاں ظاہر کردیں کہ انکے ظاہر ہونے کے وقت صبر جمیل بھی قبیح ہوگیا۔

ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کی شخصیت

حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن مبارکؒ کی طرح ساری انسانی ممدوحہ صفات سے نوازا تھا، میں اس قابل نہیں ہوں کہ آپ ہمہ جہت صفات کو قلم کی نوک پر لاؤں، البتہ اپنی وسعت واستطاعت کے مطابق آپ کی زندگی کے چند نمایاں پہلوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے ساتھ کئی اسفار اور کئی مجالس میں اکٹھا رہنے کا موقع دیا تھا تو میں اسی روشنی میں کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں، میں بلوچستان چمن کے حضرت مولانا عبدالغنی حقانی صاحب رحمہ اللہ علیہ اور اکوڑہ خٹک کے حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کو اس دور کے مجتہدین علماء میں سے سمجھتا ہوں اور دونوں سے مجھے بے حد محبت تھی......

میں تین عنوانات کے تحت حضرت ڈاکٹر صاحب کی شخصیت سے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ہمہ جہت صفات کے مالک

یہ پہلا عنوان ہے اس کے تحت میں ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کی زندگی کی نمایاں خصوصیات اور ممتاز صفات کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جذبۂ جہاد

ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب میں اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا تھا اور اس جذبہ کو شیخ التفسیر ولی کامل حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے اور پھر شیخ التفسیر ولی کامل عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ نے مزید روشن کر کے شعلۂ جوالہ بنادیا چنانچہ حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کا مشغلہ جہاد رہا، روس نے جب افغانستان پر یلغار کر کے مکمل قبضہ جمالیا تو مجاہدین کی تعلیم وتربیت میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمہ اللہ علیہ کا بہت بڑا کردار رہا، جلال الدین حقانی صاحب کی معیت میں تمام محاذوں میں جا کر آپ نے مجاہدین کو بڑا حوصلہ دیا اور ہر مجلس میں اٹھتے بیٹھتے آپ کا محبوب مشغلہ جہاد ہی رہا۔ آپ نے جہاد کی ترویج واشاعت کیلئے پاکستان کے کونے کونے کا سفر کیا اور بڑے بڑے جہادی کانفرنسوں میں جہاد کی ترغیب دی آپ نے جہاد کے میدان کے لئے مالی تعاون کا بھی کردار ادا کیا جہاد کی فضیلت وترغیب میں اکثر مجالس میں پرسوز اشعار بھی پڑھتے تھے، خود بھی روتے تھے اور سامعین کو بھی رُلاتے تھے، جہادی اسفار کے عجیب عجیب قصے بھی سنایا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ مجسمہ جہاد تھے۔

علم کی صفت

ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدنی رحمہ اللہ علم کے پہاڑوں میں سے ایک بلند پہاڑ تھے ہر فن پر آپ کو مکمل عبور حاصل تھا آپ کا علم آپ کے دل ودماغ میں بالکل حاضر تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہن ثاقب اور مضبوط حافظہ عطا فرمایا تھا، سوچنے اور مطالعہ کے بغیر علم کا چشمہ ہر وقت جاری رہتا تھا۔ علم حدیث میں اگر آپ امام کی حیثیت سے نظر آتے تھیں۔ تو علم ادب ولغت نحو صرف اور معانی، بلاغت میں آپ بلند وبالا مینار تھے، فن تاریخ میں آپ کو وسیع معلومات حاصل تھیں۔ علم التفسیر پر آپ کی عمیق ودقیق نظر تھی آپ کو اس علم سے شغف تھا بلکہ عشق ومحبت کی حد تک لگاؤ تھا آپ نے مدینہ یونیورسٹی میں تفسیر حسن بصری رحمہ اللہ پر دکتورا حاصل کیا ہے اور سورۃ کہف کی تفسیر بھی لکھی ہے آپ مروج انگریزی ڈاکٹر نہیں تھے بلکہ تفسیر کی ڈگری میں آپ نے دکتورہ کیا تھا الغرض علم کے میدان میں آپ جامع المعقول والمنقول تھے اور ہر فن مولیٰ تھے آپ اپنے علم کی بدولت وفات کے بعد اب بھی ہر عالم وطالب علم کے ذہن میں زندہ وتابندہ ہیں۔ آپ سلف وصالحین کے فقہاء کے قافلے کے افراد میں سے ایک فرد تھے۔

اخو العلم حیٌ خالد بعد موته
واوصاله تحت التراب رميم
مات عبدالحی ولکن لم یمت فیضانه
انما مات المسمی واسمه مالایموت

سخاوت کی صفت

ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سخاوت کی عظیم صفت سے نوازا تھا۔آپ کے ہاں ہر وقت مہمانوں کا تانتا لگا ہوا تھا۔آپ مہمانوں کو بڑی خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہتے تھے۔ہم کئی ساتھی کبھی کبھی پشاور آتے تھے تو حضرت شیخ کی زیارت کیلئے اکوڑہ خٹک حاضر ہوتے،آپ ہمارا پُرتپاک استقبال فرماتے اور کہتے تھے کہ آج گھر میں کھچڑی چاول پکا ہے تیار ہے اس چاول میں جو لذت ہوتی تھی وہ بادشاہوں کے پرتکلف پلاؤ میں بھی کبھی نہیں مل سکتی ہے۔ پھر کھانے کے دوران آپ کی ظرافت بھری باتیں اور زعفرانی لطائف سونے پر سہاگہ ہوتا تھا۔اس کے علاوہ آپ نادار طلبہ اور غریب عوام کی بھی بھر پور مالی معاونت فرماتے تھے،آج سخاوت کے اس سمندر کو قبر نے چھپا رکھا ہے جس پر ہم ان کی قبر سے کہتے ہیں……

ایا قبر شیخ کیف واریت جوده

وقد كان منه البر والبحر مترعا

اے شیخ کی قبر! تو نے شیخ کے اتنے فضائل کو کیسے چھپا لیا حالانکہ شیخ کے کمالات سے بحر و بر چھلکتا تھا۔

انکساری کی صفت

ڈاکٹر صاحب بہت بڑے پایہ کے عالم تھے جتنا ان کا بڑا علم تھا اتنی ہی انکساری اور عاجزی کی بلند طبیعت تھی میرے خیال میں وہ اس دور کے سارے علماء میں سب سے زیادہ متواضع انسان تھے لباس سادہ ہوتا تھا جسمیں استری اور کلف کا تکلف نہ تھا۔ پگڑی پہننے کی عادت تھی لیکن اس کے ول اور شملے کا کبھی خیال نہ رکھتے تھے سفر میں سرحد کے پٹھانوں کی عادت کے مطابق ہمیشہ ایک معمولی درجہ کی چادر استعمال فرماتے تھے،کوئی کروفر کا بکس یا بریف کیس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے بارہا انکو دیکھا کہ ائیر پورٹ میں آرہے ہیں اور اضافی کپڑوں کا جوڑا چادر میں لپٹا ہوا بغل میں دبائے جا رہے ہیں،کبھی بڑے بڑے مہمان بلکہ سعودی عرب کے سفیر آجاتے تھے تو آپ اپنی زمین میں کھیتی باڑی میں مصروف نظر آئے مصافحہ کے دوران مہمانوں پر عقیدت مندی کا ایسا خوش گوار اثر پڑتا ہے جو ہمیشہ یاد رہتا،معمولی درجہ کے لوگ آپ کو کسی پروگرام کیلئے دور دراز علاقوں تک لے جاتے مگر آپ کبھی انکار نہیں کرتے بلکہ دن میں کئی کئی پروگراموں میں جاتے تھے آپ سلف صالحین کے اخلاق کا نمونہ تھے چھوٹوں اور بڑوں کیساتھ انتہائی خوش اخلاقی پیشانی سے پیش آتے تھے۔

اسلامی خلافت اور نفاذ شریعت کا جذبہ

زندگی کے آخری لمحات تک ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے دل میں اسلامی خلافت کے قیام اور نفاذ شریعت کا

ایک بڑا جذبہ موجزن تھا آپ نے خلافت کے قیام واستحکام کے لئے ہمیشہ افغانستان کے طالبان کی حمایت کی اور ان کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا پاکستان میں نفاذ شریعت کے لئے ہمہ وقت سرگرم رہتے اوراسکے لئے دعا گو رہتے اسلامی خلافت توڑنے والوں کیلئے جب بد دعا کرتے جلسہ ہو یا چھوٹا ہوتا پروگرام ہوتا تو آخر میں طالبان افغانستان کا تذکرہ فرماتے اوران کے لئے دعاء فرماتے۔

سیر وسیاحت کا جذبہ

عبرت ونصیحت کرنے کی غرض سے دنیامیں سیر وسیاحت شریعت کے رو سے ایک مطلوب امر ہے ڈاکٹر صاحب میں اللہ تعالیٰ نے یہ جذبہ بڑے پیمانے پر رکھا تھا چنانچہ آپ نے مختلف ممالک سے گزرتے ہوئے بسوں کے ذریعہ سے ایک حج کیا تھا اور پاکستان، ایران، عراق اور سعودیہ کی خوب سیر وسیاحت فرمائی آپ نے ایک دفعہ قصہ بیان کیا کہ میں راولپنڈی کے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ایک دفعہ مدائن صالح گیا تھا۔ شیخ القرآن قوم ثمود سے متعلق قرآن کی آیت سناتے تھے اور میں خوب لطف اٹھاتا تھا، بندہ عاجز نے آپ سے اس پتھر کا قصہ بھی سنا تھا جو علاقہ ثمود میں واقع ہے۔ جس سے ناقہ صالح آئی تھی فرمایا کہ فج الناقۃ کی جگہ آپ بھی اسی طرح موجود ہے حضرت شیر علی شاہ رحمہ اللہ کے اس بیان سے بندہ عاجز کو بھی شوق ہوا اور ایک موقع پر میں بھی وہاں گیا الحمد للہ قرآن کی حقانیت کے زندہ نمونے دیکھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے سرزمین شام کے سارے علاقے بھی دیکھے تھے ایک دفعہ فرمایا میں کوہ طور پر ایک دفعہ گیا وہاں ایک انگریز لڑکی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مناجات کی جگہوں کی زیارت کے لئے آئی تھی اس نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے زیتون اور طور سیناء اور بلد امین یعنی مکہ قسم کھائی ہے اور تین یعنی انجیر کی قسم بھی کھائی ہے اب یہ سمجھ میں نہیں آرہا۔ کہ انجیر میں کیا خوبی ہے جس کی قسم کھائی گئی ہے میں چونکہ جانتا تھا۔ تو میں نے کہا کہ جتنے پھلدار درخت ہیں اس کے پھول ہوتے ہیں انجیر کے پھل ہیں لیکن پھول نہیں ہیں جس کے رس کو شہد کی مکھیاں نہیں چوس سکتی سارے پھل ٹچ (Touch) ہیں اور انجیر کا پھل ان ٹچ ہے اس نے خوش ہو کر کہا ''ویری گڈ ویری گڈ'' (Very Good)

ڈاکٹر صاحب نے دسویں مرتبہ حرمین کا سفر کرکے حج اور عمرے کئے ہیں افغانستان کے ایک سفر میں ہم ایک دریا میں نہا رہے تھے ڈاکٹر صاحب بڑے تیراک تھے میں دریا میں ڈوبنے لگا تو میں نے ایک زوردار آواز دی کہ میں ڈوب گیا ایک ساتھی نے مجھے بچالیا ڈاکٹر صاحب آخر عمر تک اس قصے کو یاد کرکے مزاح کرتے تھے کہ کس طرح ڈوب گئے تھے اور کس طرح بچالئے گئے۔......؟ بہرحال ڈاکٹر صاحب آلہ آبادی کے اس شعر کے مصداق تھے۔

وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا
اب فکر آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا

شیرین زبانی کی صفت

ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب میں کو اللہ تعالیٰ نے فصاحت وبلاغت کے ساتھ ساتھ شرین بیانی اور دلنواز ودل گداز گفتگو کی صفت سے بھی خوب نوازا تھا آپ کی گفتگو میں لذت اور مٹھاس کی بھرپور چاشنی ہوتی تھی مسکراہٹ اور طلات جبین اور مزاح پر مشتمل گفتگو ایسی ہوتی تھی کہ مجلس کے سامعین دل سے چاہتے تھے کہ آپ گھنٹوں تک گفتگو جاری رکھیں ڈاکٹر صاحب پشتو، عربی، فارسی، اردو زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور لطف کی بات یہ ہے کہ آپ بہترین خطاط بھی تھے آپ کے خطوط کی سطریں لگتی تھی جیسے موتیوں کی ہار میں موتی پروئے ہوئے ہیں۔ آپ کی گفتگو میں لطافت وظرافت کے ساتھ ساتھ سنجیدگی اور عظمت اور وقار اور ایسا درد ہوتا تھا کہ گویا بلبل ہزار داستان گلستان میں چہک رہا ہے باوجود اس کے کہ ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب پر کئی امراض کا بڑا حملہ تھا اور کئی آپریشن بھی ہوچکے تھے لیکن آپ کی آواز میں اور زبان کی روانی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

جس دن آپ کا انتقال ہونے والا تھا اس رات میں نے غروب آفتاب کے وقت موبائل فون پر خیریت معلوم کرنے کے لئے ان سے گفتگو کی آپکی آواز میں کسی قسم کی کمزوری نہیں تھی ہشاش بشاش لگ رہے تھے علیک سلیک کے بعد فرمانے لگے کہ الحمدللہ افغانستان میں طالبان کے حالات بہت اچھے ہیں فتوحات جاری ہے ہیں پھر فرمایا کہ آپ جامعہ کے طلباء کو میرا سلام عرض کریں، میں نے کہا کہ میں آپ کا سلام دورۂ حدیث کے طلبہ تک پہونچاوں گا لیکن موت کا وقت معلوم نہیں ہے اگر آپ مجھ سے پہلے گئے تو آپ اکابر کو میرا سلام عرض کرلینا یہ میری ان سے آخری گفتگو تھی صبح کے دن ظہر کے بعد آپ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے المومن یموت بعرق الجبین مومن تو بالکل آسانی پیشانی کے پسینہ کیساتھ مرجاتا ہے، سچ ہے......

عاش سعيدا ومات حميدا فرحمه الله دهرا مديدا

بس اسی طرح حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمہ اللہ علیہ جو علم وعمل کے آفتاب وماہتاب تھے جنہوں نے جہاد مقدس اور علم کے میدان میں ایک روشن باب قائم کیا اور علم وطلباء اور مجاہدین کیلئے مستقبل کی ایک تابناک تاریخ رقم کی اور رخصت ہوگئے اور یا أيتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي کی کوس رحلت پر داعی اجل کو لبیک کہا اور اور ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا